مطبوعات

تاریخ نظریہ پاکستان | پروفیسر سید محمد سلیم۔ ناشر: ادارۂ تعلیمی تحقیق، تنظیم اساتذہ پاکستان۔ ۸۔ اے ذیلدار پارک، اچھرہ، لاہور۔
تین سو بارہ صفحات کی کتاب، اچھے کاغذ، نفیس طباعت اور سبز ٹائیٹل کے ساتھ۔
قیمت: ۶۰/- روپے۔

پروفیسر سید محمد سلیم صاحب خادمانِ دین، علمبردارانِ اردو، کارپردازانِ تعلیم اور محققینِ تاریخ سب کے محسن ہیں۔ انہوں نے جتنی کتابیں اب تک لکھی ہیں وہ وسیع اثرات رکھتی ہیں۔ تازہ کتاب تاریخ نظریۂ پاکستان سیاسی اور دینی اہمیت کے ساتھ تاریخی وزن رکھتی ہے۔ خاص اس موضوع پر پچھلے دو تین سال میں کئی کتابیں آ چکی ہیں۔ مگر پروفیسر صاحب کے کام میں نئے پہلو ہیں۔ مثلاً وہ اپنی کتاب کے ذریعے یہ ثابت کرتے ہیں کہ نظریہ پاکستان کسی وقتی منفی ردِ عمل کا نتیجہ نہیں تھا۔ بلکہ جہاں اس کی بنیادیں مثبت ہیں وہاں وہ تناظر بڑا وسیع ہے جس سے پاکستان کا نظریہ اور اس کے لیے تحریک اُٹھی۔ پاکستان مسلمانوں کی دو صد سالہ جدوجہد کا ثمرہ ہے۔ سید صاحب کی نظر کی رسائی کہ انہوں نے آدم پر ہونے والی پہلی وحی سے دو قومی نظریہ کی بنیاد تلاش کر لی۔

پھر سید صاحب اسلامی اعتقاد و حکمت کی جھلک دکھاتے ہیں۔ پھر ہندوستان میں مسلمانوں اور اسلام کی آمد کا حال لکھتے ہیں۔ اکبری دور میں جب اسلام میں مذہبی آمیزش کا دور شروع ہوا تو حضرت مجددؒ نے "رجوع الی القرآن والسنۃ" کی پکار کے ساتھ اس کا سختی سے توڑ کیا۔ یہاں تک کہ ہندوؤں، مسلمانوں میں مذہبی اور قومی وحدت کی اس بھرپور سرکاری کوشش

کی سرکوبی ہوگئی۔ سید صاحب نے ۱۸ ویں صدی کے وسط میں مؤرخانہ شہادت سے ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں کو کتنا اخلاقی علو حاصل تھا (ص ۵۴)۔ پھر اہلِ پرتگال کے مظالم (ص ۵۶ - ۵۷)۔ پھر مسلمانوں کو دبانے کے لیے انگریزی تدابیر۔ پھر مسلمانوں کی مجاہدانہ سرگرمیاں، واضح رہے کہ ۱۷۵۷ء سے ۱۸۵۷ء کا یہ دورِ تاریخ اور کورسوں سے گم کر دیا گیا۔ پھر مسلمانوں اور ہندوؤں کی تعلیم کا فرق، پھر جدید تعلیم کا دیا ہوا مغرب پرستانہ اندازِ فکر و نظر۔

اس کے ساتھ ساتھ انگریز، ہندو اور مسلمانوں کی سیاسی کشاکش کی پوری داستان بیان ہوئی ہے، جو بالآخر پاکستان کی تشکیل پر منتج ہوئی۔

کتاب ضروری حوالوں سے آراستہ ہے اور آخر میں مآخذ کی فہرست درج ہے۔

اندھیرے سے اُجالے تک ماہر القادری مرحوم۔ مرتب: طالب الہاشمی۔
ناشر: حسنات اکیڈیمی۔ ۱۹-سی، منصورہ، ملتان روڈ لاہور ۱۸

ادیب طرح دار اور شاعر نغز گو ماہر القادری کے ۲۴ افسانوں کا یہ مجموعہ ہے جو فاران میں اپریل ۱۹۴۹ء سے جون ۱۹۵۱ء تک شائع ہوئے۔

ابتدائی بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جدید دور کا افسانہ جو پلاٹ وغیرہ کی کینچلی اُتار کر ہوا میں اُڑتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ اپنی ہزار نزاکتوں اور سلوٹوں کے باوجود پلاٹ والے ان افسانوں کی قدر و قیمت ختم نہیں کر سکا ہے، جن میں واقعات کی حرکت داستان کی مانند ہوتی ہوتی ہے۔ اور پلاٹ کے اجزا اور کردار انسانی معاشرہ کے اندر سے لیے گئے ہوتے ہیں — ماہر القادری کے ان افسانوں کو پڑھ کر مجھے غیر معمولی ذہنی تسکین ملی۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ پلاٹ سے خالی معمّاتی اور الجبرائی قسم کے جدید افسانوں میں ایک اہم چیز جب نہیں پاسکتے تو وہ ڈائجسٹوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ "تین عورتیں، تین کہانیاں" کو شوق سے پڑھتے ہیں۔ اور ان کی نگاہوں میں سفرنامہ کی صنف اس لیے وقیع ہوجاتی ہے کہ وہ ایک طرح کے پلاٹ والا

افسانہ بن جاتی ہے۔ جدید دَور کا ادیب سابق دَور کی خدمات کے بارے میں بہت متعصب واقع ہوا ہے۔

ماہر القادری مرحوم کے یہ تمام دلچسپ افسانے اس معاشرتی اور تہذیبی کشمکش کا پس منظر رکھتے ہیں، جس کی شدت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ ماہر صاحب نے ہر افسانے کے کردار، پلاٹ، مناظر اور انجام جدا جدا رکھے ہیں، مگر سب کے سب سبق آموز ہیں۔ سب سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایک نگاہ کے ڈالے ہوئے بیج سے خیال کی سرزمین سے جنسی جنون کی عشق پیچاں کس طرح اُگتی، نشوونما پاتی اور کن تبدیلیوں تک پہنچتی ہے۔

کلیمی (کرفیو کی اوٹ میں) جس طرح کمیونزم کے لیے کام کرتا ہے، اس کا طرزِ فکر اور ذوقِ ہنگامہ خیزی اور پھر شراب اور پھر پناہ لینے والی مصیبت زدہ عورتوں میں سے نوجوان لڑکی کا نشانۂ ہوس بننا اور کلیمی کا اتفاقاً کرفیو میں گولی کھانا سبق در سبق کہانی ہے۔ پھر فریدہ کا قصہ جسے پُرانے دَورِ پردہ سے نکال کر جدید تعلیم تک لایا جاتا ہے ـــــ اور اس طرح باقی سارے افسانے خوب صورت پلاٹ اور انجام لیے ہوئے نتھری ہوئی زبان اور پُرلطف محاوروں اور ماہر صاحب کے خاص خاص لطیف جملوں سے آراستہ ـــ کیا تعریف کی جائے۔

عورتوں کے متعلق ۵ کتابیں از منیر احمد خلیلی ـ ناشر: دارالنشر حسن البنا اکیڈمی، گلی نمبر ۸ علامہ اقبال کالونی (ڈھیری حسن آباد)، راولپنڈی۔

ہمارے دوست منیر احمد خلیلی دردِ دل اور غمِ ملت رکھنے والے نوجوان ہیں۔ ان کے سامنے اس وقت مغربی تہذیب کا اُٹھایا ہوا سب سے بڑا فتنہ وہ ہے جو عورتوں کو اسلامی آئین و حدود سے نکال کر فرنگی ساحری کے زیر اثر لا رہا ہے۔ اس کی تباہیوں کو محسوس کرتے ہوئے انھوں نے چھوٹی چھوٹی ۵ کتابیں لکھی ہیں:

۱ـــ "عورت کو مرد کے خلاف آمادۂ بغاوت کرنا فطرت سے جنگ ہے"۔

۲ـــ عورت اور ملازمت ۳ ـــ تحریک آزادیٔ نسواں کا حاصل۔

۴ ۔ حوا کی بیٹی ۵ ۔ مسلمان عورت کا اصل مسئلہ (زینب الغزالی کی تحریر کا ترجمہ) کتابیں (پمفلٹ) اچھے جذبے سے لکھے گئے ہیں۔ ضروری معلومات سے آراستہ، پیرایۂ اظہار بھی اچھا ہے۔ نہ قیمت کسی پہ درج ہے، نہ مفت تقسیم کرنے کا اعلان۔

جمہوریت کس لیے ؟ عام انتخابات کیوں ؟	محمد اکرم جوئیہ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایڈووکیٹ۔ نصیر والہ۔ ضلع میانوالی۔ قیمت درج نہیں۔

محمد اکرم جوئیہ صاحب جیسے حساس نوجوان کا وجود قوم کے لیے نعمت ہے، جو پیش آمدہ مسائل کو مستقلاً سوچتے ہیں اور سوالات کے جوابات تلاش کرتے ہیں۔ پہلے پمفلٹ کی دلچسپ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں مغرب کی جمہوریت درکار نہیں، بلکہ ایسا نظام چاہیے، جو اسلامی نظام کو نافذ کرنے کا ذریعہ ہو۔ دوسرے پمفلٹ میں محمد اکرم صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ مغرب کا دیا ہوا نظام انتخاب کبھی صحیح اور اچھے نتائج نہیں دے سکتا۔ یہ نظام کسی طرح کی اخلاقی حدود گوارا نہیں کر سکتا۔ اس کا مقصد سرمایہ داری کا تحفظ ہے۔ دونوں پمفلٹوں میں جابجا اہم حوالے دیے گئے ہیں۔

ابوالائمہ کی تعلیم	مرحوم مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی مدیر النجم لکھنؤ۔

ناشر: ادارہ تحفظِ ناموسِ اہل بیت پاکستان اے، ۲۱۹۔ سی بلاک، حیدری شمالی ناظم آباد۔ کراچی ۳۳

۱۲، ۱۵ سال کی عمر میں النجم لکھنؤ کا مطالعہ کرتا رہا اور مولانا عبدالغفور صاحب سے بہت متاثر تھا، انھی کے اشحاتِ قلم سے اس پمفلٹ کے اوراق کی رونق ہے۔ ثابت یہ کیا گیا ہے کہ شیعہ اثنا عشری گروہ کی کتب سے بھی یہ ثابت ہے کہ حضرت علیؓ نے خلفائے ثلاثہ کی بیعت کی، ان سے وفاداری کی، ان کو مشورے دیئے، پھر حضرت علیؓ کی صاحبزادی حضرت عمرؓ

کے نکاح میں تھیں (اس واقعہ کو مسخ کرنے کے لیے عجیب عجیب تاویلیں اور تحریفیں کی گئی ہیں) حضرت علیؓ نے دوسری بیویوں کے بطن سے پیدا ہونے والے بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان رکھا اور یہ کربلا میں شہید ہوئے۔ ان امور کے ساتھ بہت سی دلچسپ تفصیلات۔

مگر اصل مسئلہ نہ حوالوں کا ہے، نہ دلائل کا۔ شیعہ سنی نزاع صدیوں پہلے کا ایک سلسلہ ہے۔ اور اسے ہمیشہ واقعاتِ زمانہ اور احوالِ پیش آمدہ سے ہٹا کر ماضی میں لے جایا جاتا ہے اس کے بعد بھی بہت ہی برائے نام مثالیں ایسی ہیں کہ کتابی بحثوں یا مناظروں سے متاثر ہو کر اُدھر کا آدمی اِدھر آیا ہو یا اِدھر کا اُدھر گیا ہو۔ اختلاف و نزاع کی آہنی دیوار ہے، کون اسے سر کر سکتا ہے۔

قومی زبان ــــ بابائے اُردو نمبر ادارہ: ادیب سہیل و کلیم الحسن نقوی۔ ناشر: انجمن ترقی اُردو پاکستان۔ بابائے اُردو روڈ، کراچی۔ قیمت خاص نمبر ۱۰/- روپے۔ عام شمارہ ۵/- روپے۔ سالانہ ۵۰/- روپے۔

اُردو زبان بڑی تیزی سے پنپی، جڑیں چھوڑتی اور شاخیں پھیلاتی گئی۔ مگر انگریزی شہنشاہیت یوں بھی مسلمانوں کی ہر پسندیدہ چیز کو ترچھی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور زبان تو ثقافت و فنون سے لے کر سیاست و دین تک ہر چیز پر اثر انداز ہوتی اور اثر لیتی ہے۔ چنانچہ انھوں نے اُردو کے مقابلے میں ہندی کو اُبھارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ دونوں ہندو مسلم سیاست کے مقاصد و مسائل بن گئیں۔ اس وقت ہندی جس طاقت سے اُٹھ رہی تھی، اس کا احساس کرتے ہوئے کچھ اہلِ درد نے ۱۹۰۳ء میں انجمن ترقی اُردو کی بنا رکھی اور ۱۹۱۲ء میں مولوی عبدالحق اس کے سیکرٹری ہو گئے۔

برصغیر کی مُسلم شخصیتوں میں مولوی صاحب کی ذات عجیب و غریب ہے۔ فقط اردو ہی اردو کی خدمت ــــ پُرخلوص اور مسلسل خدمت نے انھیں ایک ایک اردو دان کی محبت کا مرکز بنا دیا۔ مولوی صاحب کو تنقید نگاری اور خاکہ نگاری اور مکتوب نگاری میں غیر معمولی مقام ملا۔ انھوں نے کتابوں کی تقریظیں اور مقدمے بھی لکھے۔ ایک بڑا کام ان کا یہ ہے کہ لکھنے والوں سے

ضروری چیزیں لکھوائیں اور ترجمہ کرائیں ۔ اور پھر ترقیٔ اُردو کی تنظیم کو تقسیم سے قبل ہی برصغیر میں شاخ در شاخ پھیلا دیا ۔ اور بعد میں بھی توسیع ہو رہی ہے ۔

مولوی صاحب کو کسی اور پہلو سے نہ جانچیے ، بس "اُردو والا" کی حیثیت سے دیکھیے ، اُردو اُردو کہتے کہتے وہ عظمت کے ایک منارۂ بلند میں بدل گیا ۔

یہ نمبر مولوی صاحب کی تصویرِ ہستی کے مختلف رُخ اور ان کی خدمتِ اُردو کی داستان کے کئی ابواب پیش کرتا ہے ۔

افسوس کہ ہماری حکومت نے اُردو کو قومی زبان بنا دینے کے لیے نیس سال کی جو دُور کی مہلت طے کی تھی ، اب دستوری ترمیم کے ذریعہ اسے اور آگے بڑھایا جانے والا ہے ۔ یا سرے سے لِمٹ ختم بھی کی جا سکتی ہے ۔ کاش مولوی صاحب کو دوبارہ یہاں بُلایا جا سکتا کہ وہ اکابرِ قوم کو شرم دلائیں ۔ یہ لوگ اسلام کی خدمت کی سعادت سے تو محروم کر ہی دیئے گئے ہیں ۔ ان سے اُردو کو صحیح حیثیت دلانے کا کام بھی نہ ہو سکا ۔

ترجمان الحدیث (دو حصے) مرتبہ سید محمود الحسن صاحب فاضل دیوبند ۔ مدرسہ جامع العلوم معصوم شاہ روڈ ملتان ۔ ناشر : اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور (پاکستان) ، قیمت حصہ اوّل ۳۶/ روپے ۔ قیمت حصہ دوم ۴۲/ روپے ۔

حدیث کے منتخب مجموعوں اور اُن کے اُردو میں ترجموں کی بہت ضرورت ہے اور جماعت اسلامی کی توسیع کے ساتھ یہ ضرورت بڑھتی جاتی ہے ۔

میں جناب مؤلف کو ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں ۔ اور ان کے اس کام کو بھی میں نے پسند کیا ۔ انھوں نے اپنی سوچ بچار کے مطابق دس ابواب بنا کر مختلف عنوانات کی احادیث کو منتخب کر کے مرتب کیا ہے ۔ پھر ہر حدیث کا پورا ترجمہ دیا ہے ۔ اور پھر مختصراً اس کی اچھی طرح تشریح کر دی ہے ۔ یہاں تک کہ اوسط درجے کے تعلیم یافتہ اصحاب بخوبی بات سمجھ سکتے ہیں ۔ ابواب ایسے ہیں اور ان میں مسائل ایسے آگئے ہیں کہ ہر شخص کو اپنی ہی زندگی کے

پریشان کن سوالات کا جواب مل جاتا ہے۔ ایسی کتابوں کو ہمارے ساتھی سبقاً سبقاً پڑھیں۔

ناشر سے یہ عرض کرنے کو جی چاہتا ہے کہ قرآن و حدیث اور اُن کے منتخب مجموعوں اور ترجموں کی اشاعت کا زیادہ بہتر انتظام ہونا چاہیے۔ کیونکہ پبلیکیشنز کا وجود ہی اس مقصد سے ہے کہ دین کی بنیادی تعلیمات خوبصورت شکل میں آئیں اور مقبول ہوں۔

اسلام میں معاشی مساوات | رانا صابر نظامی - ناشر: ادارہ تفہیم الاسلام، قذافی مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔ صفحات: ۵۰۰ قیمت: ۲۶/- روپے

مؤلف نے یہ کتاب سرمایہ داری اور غربا کو بدحال رکھنے والے نظام کے خلاف بڑے جذبے سے لکھی ہے۔ ان کو بخوبی اندازہ ہوگا کہ ہمارا پورا معاشرہ سرمایہ داری اور وڈیرہ ازم کی اونچی اونچی دیواروں سے بنے ہوئے اقتصادی جیل میں بند ہے جس کے داخلی دروبست پر سیاست دانوں کی آڑ میں بیوروکریسی برقنداز بنی ہوتی ہے۔ اور جب کوئی پیچیدگی نمودار ہوتی ہے تو وہ مارشل لا کو بلا لیتی ہے۔ چالیس سال سے ہمارے اقتصادی جیل کی کڑی حفاظت کی جا رہی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اہلِ دولت غریبوں اور محنت کشوں کو سواری بنائیں گے اور غریب پسیں گے۔

رانا صابر نظامی کی میں تحسین کرتا ہوں کہ اس خوفناک نظامِ ظلم کے خلاف ردِ عمل میں پڑ کر صابر نظامی کسی غلط نظریہ کی راہ پر نہیں پڑے بلکہ اسلام ہی کو سرچشمۂ ہدایت بنا کر سوچا۔ اکثر جگہ ان کے اطلاقات درست ہیں، کہیں کہیں اخلاص کے باوجود ان کے جادۂ فکر میں پیچ و خم آئے ہیں۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسئلہ کی سنگینی، کھنگی اور آدم کشی کے ساتھ ساتھ اہلِ فکر اور علماء کی اس کے متعلق کم توجہی نے رانا صاحب میں سیاسی اسٹیج کا سا جوشیلا اندازِ بیان پیدا کر دیا ہے۔

ایک دلچسپ اور مفید کوشش یہ کہ رانا صاحب نے اقبالؒ، سید قطب شہید، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور غلام احمد پرویز کے معاشی نظریات اور ان کی تحریروں کی نوٹ/نقول کو شاملِ کتاب کر کے اپنے کیس کو مضبوط کیا ہے۔

اُردو ڈائجسٹ - آزادی نمبر ادارۃ : الطاف حسن قریشی اور معاونین - دفتر: ۲۱ ایکڑ اسکیم سمن آباد لاہور ۲۵ - قیمت فی شمارہ ۱۵/- روپے ، چندہ سالانہ (ترسیل بذریعہ رجسٹری) ۱۳۰/- روپے

ہمارے ہاں کے ارباب ادب کے فن پارے جب لطیف اور اونچے اور عام آدمی کے لیے ناقابل فہم ہونے کے لحاظ سے تقریباً اوزون گیس کی شکل اختیار کر گئے تو ایک نئی صنفِ ادب اخباری اور ڈائجسٹ ادب کی نمودار ہوئی۔ اس ادب کی کہانیاں پرانے داستانی اور نئے واقعاتی اسلوب کے ساتھ اوسط درجے کے خواندہ آدمی کے لیے زیادہ کشش دار ہوتی ہے۔ اس طبقے کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ نسیم حجازی کے ناول ہوں، اخبارات کے ادبی ایڈیشن اور ان کی کہانیاں ہوں، سفرنامے ہوں یا ڈائجسٹوں کے کچھ واقعاتی واردداتی اور کچھ پلاٹ والے قابلِ فہم افسانے ہوں اور اس طرح غزل اور نظم کی روایتی بنیادوں کو قائم رکھ کر غیر معماتی خیالات سامنے لائے جائیں تو زیادہ لوگ ان کو پسند کرتے ہیں۔ پھر بہت سے ڈائجسٹوں کی عام سطح اتنی زیادہ تفریحی، جنسی اور غیر مقصدی ہو جاتی ہے کہ ان کے مقابل میں اردو ڈائجسٹ کا مقام بہت نمایاں ہے۔ جو نہ صرف ہماری ملّی روایات کا بلکہ اخلاقی قدروں کا پاسبان بھی ہے۔ نظریہ پاکستان کا محافظ بھی اور خوبصورت سادہ ادبی معیارات کا قدر شناس بھی۔

اردو ڈائجسٹ کا ہر شمارہ ضخیم اور متنوع ہونے کی وجہ سے اشاعتِ خاص ہی ہوتا ہے مگر اس مرتبہ تو ادارہ کی طرف سے یومِ آزادی (۶ ستمبر) کے حوالے سے آزادی نمبر پیش کیا گیا ہے اور یہ پہلے بھی ادارہ کی روایت ہے۔

رنگا رنگ اور کثیر التعداد مضامین اور کہانیوں اور تراجم کی تفصیل دینا مشکل ہے بس یہ کہا جا سکتا ہے کہ لکھنے کی بہت سی اصناف اس میں شامل ہیں خصوصاً یومِ آزادی پر ایک خصوصی سروے کے تحت گیارہ سوالات کے جوابات معروف لکھنے والوں سے حاصل کر کے پیش کیے گئے ہیں۔

سرورق بہت خوش نما۔ ضخامت تقریباً ساڑھے تین سو صفحات

انسان کا مقصدِ زندگی | محمد شریف قاضی - ناشر: شعبۂ دعوتِ اسلامی پاکستان رجسٹرڈ - ڈاک خانہ بھنڈ گراں - تحصیل کھاریاں ضلع گجرات - قیمت: ۲۰/- روپے

قاضی صاحب پہلے "اسوۂ حسنہ" نامی کتاب پر صدارتی ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں - ۸۰ ابواب پر پھیلے ہوئے مباحث اتنے محدود تو نہیں کہ یہاں چار، چھ سطروں میں عرض کر دیئے جائیں - یوں سمجھیئے آغازِ تخلیق سے لے کر قیامت تک کے سارے مراحل کے دینی حقائق کو بیان کرتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ جن و انس کا مقصدِ تخلیق لِیَعْبُدُوْن ہے - مگر پھر عبادت اور ربّ اور الٰہ، استکبارِ ابلیس اور آدم کے معرکہ اوّل سے لے کر دعوت، سیاست، معیشت، موت، حساب کتاب تک بے شمار دینی اصطلاحوں کا مفہوم سادہ اور مختصر انداز سے بیان کیا گیا ہے -

اِس کتاب کا نقشِ اوّل سیّد اسعد گیلانی صاحب کا لکھا ہوا ہے -

اِسلام کی نشأۃِ ثانیہ | شبیر احمد منظر قدوسی، ادارہ صدائے سحر بنگلور ۴ کرناٹک انڈیا - قیمت: ۱۵/- روپے -

بہت دنوں سے یہ خوبصورت کتاب لٹکی چلی آ رہی ہے - آرٹ پیپر کا رنگین کور، اندر بہت اچھی کتابت اور چھپائی اور جا بجا صاف تصویریں سے پہلے کچھ تعجب سا ہوا - پھر جب کتاب کو پڑھا تو گرہ کھل گئی - ایرانی پروپیگنڈے کے جلوے ہیں، منظر صاحب کو یکایک اپنے سیمینار کے لیے کلیم صدیقی صاحب نے لندن بلا بھیجا - ایرانی انقلاب کا جو البم کلیم صدیقی صاحب لندن میں دکھاتے ہیں وہ ایران میں بھلا کہاں مل سکتا ہے - دُنیا بھر کے دانش وروں کی بُلائی ہوئی کلاس کو کلیم صاحب ہر سال ایرانی انقلاب کا ذہنی ڈوز پلواتے ہیں - کچھ کو ہضم ہی نہیں ہوتا، کچھ کو اس سے سرور حاصل ہوتا ہے - اپنے اپنے ایمان کی بات ہے - یہ تو ۱۹۵۶ء کا چھپا ہوا ریکارڈ ہے سیمینار کا - البتہ اس کے ساتھ ایک مزے کی چیز ہے، کلیم صدیقی صاحب کے اپنے ابتدائی احوال اور اسلامی مقاصد سے انتہائی فرسٹریشن کے بعد ایرانی انقلاب کے ذریعے دورِ نو کا آغاز -

---